رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ **الفضل** ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily **ALFAZL** RABWAH

یوم بدھ

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

جلد ۶۸/۳۳ | ۱۳ جمادی الاول ۱۳۹۹ھ ۔ ۱۱ شہادت ۱۳۵۸ہش ۔ ۱۱ اپریل ۱۹۷۹ء | نمبر ۸۱

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۱ اپریل ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

انتڑیوں میں کچھ سوزش ہے

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ہمیشہ اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ:۔

طبیعت پہلے کی نسبت بہتر ہے

احباب درد والحاح کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے اور تادیر آپ کا بابرکت سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے برادرم مکرم محمود احمد صاحب منیب مربی سلسلہ مقیم بھکر کو ۱۱ مارچ ۱۹۷۹ء کو پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے جس کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت عطاء المنان تجویز فرمایا ہے۔

نومولود مکرم چوہدری نذر محمد صاحب ادرحماں ضلع سرگودہا کا پوتا اور مکرم مولا بخش صاحب لاہور کا نواسہ ہے۔

احباب سے بچے کی صحت و سلامتی اور خادمِ دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (محمد انور قریشی مربی سلسلہ احمدیہ ربوہ)

چندہ مہمان خانہ مستورات

(حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا)

مہمان خانہ جو جلسہ سالانہ کے موقع پر عورتوں کے ٹھہرنے کے لئے زیرِ تعمیر ہے اس کے چندہ کی آمد ۶ مارچ سے ۳۱ مارچ ۱۹۷۹ء تک صرف ۶۷ ۱۱ روپے ۔ پیسے ہوئی ہے جو بہت ہی کم ہے۔ ابھی قریباً ایک لاکھ روپے کی مزید ضرورت ہے۔ تمام لجنات کو چاہیئے کہ اس چندہ کی وصولی کی طرف بہت زیادہ توجہ دیں تا خرچ کی ہوئی رقم ساری پوری ہو جائے اور جو کام باقی رہتے ہیں وہ ہو سکیں اور بہنیں جلسہ سالانہ پر آرام اٹھا سکیں۔ جو بہنیں تین صد روپے یا اس سے زائد دیں گی ان کے نام مہمان خانہ میں کندہ کرائے جائیں گے۔

بحرِ حکمت کے موتی، جوامع الکلم، جواہر الکلام

اگر کوئی حیاتِ طیبہ اور ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کیلئے اپنی زندگی وقف کرے

ہر ایک اس فکر میں لگ جاوے کہ حضرت ابراہیمؑ کی طرح اسکی روح بول اُٹھے اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ارشادِ باری تعالیٰ

وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّۃِ اِبْرٰھِیْمَ اِلَّا مَنْ سَفِہَ نَفْسَہٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَیْنٰہُ فِی الدُّنْیَا ۚ وَاِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۔ اِذْ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ (البقرہ آیات ۱۳۱، ۱۳۲)

ترجمہ:۔ اور اس شخص کے سوا جس نے اپنے آپ کو ہلاک کر دیا ہو ابراہیمؑ کے دین سے کون اعراض کر سکتا ہے اور ہم نے یقیناً اسے (اس) دنیا میں بھی برگزیدہ کیا تھا اور وہ آخرت میں بھی یقیناً نیک لوگوں میں (شمار) ہوگا۔ جب اس کے ربّ نے اسے کہا کہ (ہماری) فرمانبرداری اختیار کر۔ اس نے (جواب میں) کہا کہ میں (تو پہلے ہی سے) تمام جہانوں کے ربّ کی فرمانبرداری اختیار کر چکا ہوں۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ : اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ، وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ، وَبِکَ خَاصَمْتُ ... الخ (مسلم کتاب الذکر)

ترجمہ:۔ حضرت ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگا کرتے تھے "اے اللہ! میں تیری فرمانبرداری کرتا ہوں۔ تجھ پر ایمان لاتا ہوں۔ تجھ پر توکّل کرتا ہوں۔ تیری طرف جھکتا ہوں اور تیری مدد سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیّت کروں اور یہ بات پہنچا دوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سُنے یا نہ سُنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیاتِ طیبہ اور ابدی زندگی کا طلب گار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی میری موت میری قربانیاں میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس کی روح بول اٹھے اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل اور غرض سمجھتا ہوں پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔"

(الحکم جلد ۴ نمبر ۳۱ مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۰۰ء صفحہ ۲)

پبلشر: مسعود احمد ٭ پرنٹر: سید عبدالحی ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ ربوہ
الفضل
۱۳ جمادی الاول ۱۳۹۹ھ
۱۱ شہادت ۱۳۵۸ ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک خطرناک روحانی بیماری اور اس کا سدِّباب

اللہ تعالیٰ نے ایک خطرناک روحانی بیماری کا ذکر فرما کر مومنوں کو اس کا سدِّباب کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہ روحانی بیماری ہے دلوں کا سخت ہو جانا۔ جو لوگ اپنی غفلت اور لاپرواہی سے اس بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں وہ ہدایت کے دروازے اپنے اُوپر بند کر لیتے ہیں اور پھر ان کا اصلاح پذیر ہونا بہت مشکل ہو جاتا ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ بیماری کے انتہائی شدّت اختیار کر لینے کی صورت میں ان کا دوبارہ ہدایت پانا بڑی حد تک ممکن نہیں رہتا۔

اس بیماری کی ہلاکت آفرینی سے آگاہ ہونے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ دلوں کے سخت ہونے سے کیا مراد ہے۔ جن لوگوں کے دل نیکی کا اثر قبول کرنے کی صلاحیت سے عاری ہو جاتے ہیں ان کے متعلق محاورۃً کہا جاتا ہے کہ ان کے دل سخت ہو گئے۔ اور جب یہ سختی اپنی انتہا کو پہنچ جاتی تو پھر اسے پتھروں کی سختی سے تشبیہ دی جاتی ہے اور ایسے لوگوں کے متعلق کہا یہ جاتا ہے کہ ان کے دل پتھر بن گئے۔ یہ محاورہ اُردو میں بھی بولا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی اسے نافرمان قوموں اور ان میں سے بھی بالخصوص یہود نامسعود کے بارہ میں متعدد جگہ استعمال فرمایا ہے۔

جہاں تک نافرمان قوموں کے اس روحانی بیماری میں مبتلا ہونے اور اس کے زیرِ اثر ہدایت کی طرف واپس نہ آنے کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ اس کا مجموعی رنگ میں ذکر کرتے اور اس کی بنیادی وجہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (الانعام آیت ۴۴)

ترجمہ:۔ لیکن (وہ عاجزی کیونکر اختیار کرتے جبکہ) ان کے دل سخت ہو چکے تھے اور شیطان ان کی بداعمالیاں انہیں خوشنما کر کے دکھلا رہا تھا۔

اور جہاں تک یہود کے اس بیماری میں مبتلا ہونے اور ان کے اندر اسکے انتہائی شدّت اختیار کر جانے کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کی سختی کو پتھروں کی سختی سے تشبیہ دی ہے بلکہ یہاں تک فرمایا ہے کہ ان کے دل تو پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو چکے ہیں اور پھر ان کے اصلاح پذیر نہ ہونے کو بڑی ہی لطیف مثال سے واضح فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ خود ہی بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (البقرہ آیت ۷۵)

ترجمہ:۔ (اے بنی اسرائیل!) اس کے بعد پھر تمہارے دل سخت ہو گئے چنانچہ وہ پتھروں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ اور پتھروں میں سے تو یقیناً بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں سے دریا بہتے ہیں اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں تو اُن میں سے پانی نکلنے لگتا ہے۔ اور ان (یعنی اے بنی اسرائیل تمہارے دلوں) میں سے بعض دل ایسے ہیں کہ جو اللہ کے ڈر سے (تضرع اختیار کرتے ہوئے) گر جاتے ہیں۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے ہرگز بے خبر نہیں ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہود کے اس خطرناک بیماری میں مبتلا ہونے یعنی ان کے دلوں کے سخت ہو جانے کو پتھروں کی سختی سے ہی نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر سختی سے تعبیر کیا ہے اور فرمایا یہ ہے کہ پتھروں میں سے تو پھر بھی دریا بہہ نکلتے ہیں لیکن یہود کے دل اس درجہ سخت ہو چکے ہیں کہ ان کے نرم پڑنے یعنی یہود کے عاجزی اختیار کرنے کی کوئی امید باقی نہیں ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے آخر میں معدودے چند ایسے یہودیوں کا ذکر فرمایا ہے جو اس روحانی بیماری سے بچ رہے تھے یعنی ان کے دل اس درجہ سخت نہیں ہوئے تھے کہ ان کی اصلاح ممکن نہ ہو۔ اس کی وجہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ ان میں کچھ نہ کچھ خوفِ خدا موجود تھا جبھی تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر سُن کر اور آپؐ کے لائے ہوئے پیغام سے آگاہ ہو کر تضرع اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور جھک گئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی بداعمالیوں پر معافی کے خواستگار ہوئے۔

اس سے یہ امر بدیہی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ دلوں کے سخت ہو جانے کی روحانی بیماری خوفِ خدا باقی نہ رہنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور اس کے سدِّباب کے لئے ضروری ہے کہ دلوں کو خوفِ الٰہی سے عاری ہونے سے بچایا جائے اور اس امر کا خاص خیال رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی خشیت میں کمی نہ آنے پائے۔ خشیتِ الٰہی میں کمی خطرہ کی علامت ہے یعنی یہ کیفیت اس امر کی عکاس ہوتی ہے کہ قساوتِ قلبی کی روحانی بیماری رفتہ رفتہ اثر کر رہی ہے اس کی شدّت پکڑنے سے قبل ہی اس کا سر کچلنا ضروری ہے۔

دراصل جب قوموں پر افضال کا زمانہ طویل ہو جاتا ہے تو وہ فخر و مباہات میں مبتلا ہو کر لاپرواہ ہو جاتی ہیں اور خشیتِ الٰہی میں کمی واقع ہو جانے کی وجہ سے دل رفتہ رفتہ سخت ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہود کے ساتھ یہی ہوا۔ خدا تعالیٰ نے انہیں اپنے انعامات سے نوازا۔ ایک لمبے عرصہ تک ان پر انعامات کی بارش ہوتی رہی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس مغالطہ میں مبتلا ہو کر کہ وہ خدا کی ایک خاص قوم ہیں رفتہ رفتہ لاپرواہی کی طرف مائل ہوتے چلے گئے اور دلوں کی سختی آہستہ آہستہ بڑھتی چلی گئی حتّٰی کہ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً تک نوبت جا پہنچی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو خبردار فرمایا کہ وہ یہود کی حالت سے سبق حاصل کریں اور خوفِ الٰہی میں کبھی کمی نہ آنے دیں تاکہ قساوتِ قلبی کی نہایت مہلک روحانی بیماری سے محفوظ رہیں۔ چنانچہ فرمایا:۔

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ (الحدید آیت ۱۷)

ترجمہ:۔ اب ہم مومنوں سے کہتے ہیں کہ کیا اب تک اُن کے دل اللہ کے ذکر کے لئے اور اس کلام کے لئے جو حق (و حکمت) کے ساتھ اُترا ہے جھکتے نہیں۔ اور (مومنوں کو چاہیئے کہ وہ ان لوگوں کی طرح نہ بنیں جن کو ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی لیکن (خدا کے فضل کے نزول کا) زمانہ اُن کے لئے لمبا ہو گیا جس کے نتیجہ میں ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر فاسق ہو گئے تھے۔

پس محض ہدایت پانا کافی نہیں ہے بلکہ دلوں کو خوفِ الٰہی سے معمور رکھنا بھی ازبس ضروری ہے ورنہ دلوں کے سخت ہونے کے نتیجہ میں ہدایت سے محروم ہو کر گمراہی کی طرف واپس لوٹ جانا یقینی ہے۔

"شفیق قیصر"

ہمارا ایک واقفِ زندگی بھائی جس نے دیارِ غیر میں کار کے حادثہ میں جامِ شہادت نوش کیا۔

وہ جادۂ حق کا تھا مسافر کہ جس نے دیکھا نہ پیچھے مُڑ کر
پکارتا ہی رہا زمانہ "شفیق قیصر، شفیق قیصر"
اگرچہ جسم اُس کا ناتواں تھا مگر وہ رُوحانی پہلواں تھا
وہ واقفِ زندگی جواں تھا خلوص و ہمّت کا ایک پیکر
لگی ہوئی تھی لگن جو اس کو سراپا اس میں مگن رہا وہ
وہ دُھن کا پکّا عمل کا پختہ رہِ وفا کا بنا وہ رہبر
شباب کی عمر میں ہی پایا شہید کا اِک مقامِ عالی
ہزاروں میں تھا وہ ایک گوہر ہمارا بھائی شفیق قیصر
اگرچہ صدمہ بڑا گراں ہے مگر اے شبّیرِ غم رسیدہ!
"بُلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر"

(شبیر احمد دارالفضل ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی کے منصبِ امامت پر نہایت قابلِ قدر ارشادات

مکرم مولوی غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ احمدیہ

حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی ہمارے نہایت ہی مشہور و معروف بزرگانِ دین میں سے ہیں۔ آپ بارھویں صدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور تیرھویں صدی ہجری کے مجدد حضرت سید احمد بریلوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اخص ساتھیوں میں سے ہیں۔ یہ دونوں بزرگ ہندوستان کے صوبہ یوپی سے اٹھے اور لمبا سفر کر کے برصغیر پاک و ہند کے شمال مغرب میں پہنچے۔ اور وہاں مرکز قائم کر کے سکھ حکومت کے ساتھ جہاد کیا اور عین میدانِ جہاد میں ہی شہید ہو گئے۔ حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہید نے علمی رنگ میں بھی خدمتِ دین کا فریضہ ادا فرمایا۔ آپ نے ایک کتاب "منصب امامت" کے نام سے فارسی زبان میں تالیف فرمائی۔ اس کا اردو ترجمہ "مخزنِ ادب چوک مینار انار کلی لاہور" نے شائع کیا۔ اس کے سرورق پر یہ عبارت درج ہے۔

منصب امامت
تالیف
محی السنۃ۔ قامع البدعۃ۔ عالم نبیل۔ فاضل فقید المثیل محدث و فقیہہ بے بدل، عارف باللہ، عاشق رسول اللہ۔ مجاہد فی سبیل اللہ حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ

منصب امامت اردو ایڈیشن کے چند اقتباسات ہدیۂ ناظرین ہیں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
"اس مقام میں چند نکتے ہیں جو چند نکات کے ضمن میں بیان کئے جاتے ہیں۔

نکتۂ اوّل

امامت ظلِ رسالت ہے۔ بناء اس کی اظہار پر ہے نہ کہ اخفاء پر برخلاف ولایت کے ...... وہ کلمات جو فخر کی اقسام سے ائمہ ہدیٰ سے ظاہر ہوئے جیسا کہ حضرت امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

انا الصدیق الاکبر
لا یقولھا بعدی
الا کذاب وانا القرآن
الناطق

میں ہی صدیق اکبر ہوں میرے بعد یہ لفظ سوائے کذاب کے کوئی نہ کہے گا۔ اور میں قرآن ناطق ہوں۔

اور جو سید الشہداء سے معرکۂ کربلا میں فخریہ اشعار ہوئے ہیں اور ایسا ہی تمام ائمہ اہل بیت اور سید عبد القادر جیلانی اور دیگر ائمہ ہدیٰ سے بھی کلمات صادر ہوئے ہیں ان کلمات کو نعمت اللہ اور تحدیث رحمت اللہ کی قبیل سے شمار کرنا چاہیئے نہ کہ ہرزہ سرائی اور خودستائی کی جنس سے۔

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

نکتۂ دوم

امام نائب رسول ہے، اللہ تعالیٰ نے جو طریقہ اپنے بندوں میں انبیاء اور رسولوں کے ذریعہ جاری فرمایا ہے وہی طریقہ ائمہ کے ذریعہ بھی جاری فرمایا ہے۔ اور ائمہ کے ذریعہ انبیاء کی بعثت کے لئے اتمامِ حجت ہے یعنی جب تک کہ رسول کی بعثت متحقق نہیں ہوتی۔ اور ان کا وجود و انکار بدبختوں سے ظاہر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ملک العلام کا انتقام اہل معاصی و آثام کے حق میں متحقق نہیں ہوتا ...... امام حجۃ اللہ ہے۔ پس یہ بات دل سے سمجھنی چاہیئے کہ جب جملہ اوقات میں کسی وقت بھی ایک امام کھڑا ہوا اور دعوت اس کی ظاہر ہو تو بے شک تمام اہل معصیت و فساد پر حجۃ اللہ کا اتمام ہو گیا۔ اور انتقام الٰہی کا وقت ان پر آ پہنچا پس گو معاصی اور گناہ امام کے معارضہ اور مقابلہ کی وجہ سے کامل ہوتے ہیں اور بیشک سرحد انتقام کی طرف لے جاتے ہیں۔

از انجملہ ان کی تلاش اور معرفت میں بندگانِ خدا مامور ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ
(مائدہ)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ کی تلاش کرو۔

وسیلہ سے مراد

اور وسیلہ سے مراد وہ شخص ہے جسے منزلت میں تقرب خدا حاصل ہو جیسا کہ ارشاد ہے

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ (بنی اسرائیل)

اور وہ لوگ جو پکارتے اور اپنے پروردگار کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ کون ان میں سے زیادہ مقرب بارگاہ ہے

ہر امام اقرب الی اللہ رسول ہے

اور باعتبارِ منزلت کے اقرب الی اللہ اوّل رسول ہے۔ بعد ازاں امام جو اس کا نائب ہے جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان احب الناس
الی اللہ یوم القیامۃ
واقربھم مجلساً
امام عادل

لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کا محبوب اور اس کا مقرب قیامت کے دن امام عادل ہوگا۔

اور فرمایا۔

من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ

جس نے اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانا تو جاہلیت کی موت مرا۔

مواعید کا ایفا

از انجملہ بعض مواعید کا ایفا ہے کہ حق جل و علا نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو ان سے موعود فرمایا۔ پس ان میں سے بعض کا ایفا پیغمبر کے ہاتھ سے ہوا، اور بعض کی آپ کے نائبوں کے ذریعہ تکمیل ہوئی چنانچہ ارشاد ہے۔

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ

وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب ادیان پر ممتاز کرے۔

دینِ حق کی ابتدا اور انتہا

اور ظاہر ہے کہ ظہور دین کی ابتداء پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی اور اس کی تکمیل مہدی علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوگی۔ اور ایسا ہی قیصر و کسریٰ کے املاک اور ان کے خزائن کا مالک ہونا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کا وعدہ دیا گیا تھا۔ مگر ظہور اس کا خلفاء راشدین سے واقع ہوا

اتمام امر اللہ

منجملہ مذکورہ امور کے ایک اتمام امر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس پر مامور ہوئے تھے اور اس کی ادائیگی امام سے بھی ظاہر ہوئی۔ چنانچہ قرآن میں ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا
(سورۃ اعراف)

اے لوگو میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

اور ظاہر ہے کہ تبلیغ رسالت تمام افراد کی نسبت آنجناب سے ثابت نہیں بلکہ امر دعوت حضور سے شروع ہو کر فیما بعد خلفائے راشدین اور ائمہ مہدیین کے واسطے سے تکمیل پائے گا۔ الغرض ایفا مذکورہ امور میں دعویٰ کیا گیا ہے یعنی جس طرح وصی ذاتی حقوق اور تطہیر منیب کا قائم مقام ہوتا ہے۔ اسی طرح امام بھی ان معاملات میں جو خدا اور اس کے رسول کے درمیان منعقد ہوئے پیغمبر کا قائم مقام ہے (۱۶ تا ۲۵)

نکتۂ سوم

امام رسول کے سعادت مند فرزند کی مانند ہے۔ باقی تمام اکابر امت و بزرگان ملت ملازموں، خدمت گاروں اور جاں نثار غلاموں کی مانند ہیں۔ پس جس طرح تمام اکابر سلطنت اور ارکانِ مملکت کے لئے شاہزادۂ والا قدر کی تعظیم ضروری ہے۔ اور اس سے توسل موجبِ سعادت ہے۔ اسی طرح اس کا مقابلہ کرنا شقاوت کی علامت اور اس پر منافرت کا اظہار بدانجامی پر دلالت کرتا ہے۔ ایسا ہی ہر صاحب کمال کے حضور میں اپنے علم و کمال کو کچھ سمجھ بیٹھنا دونوں جہان کی شقاوت ہے۔ اس کے ساتھ یگانگی رکھنا رسول سے یگانگت ہے۔ اور اس سے بیگانگی رسول سے بیگانگی کے مترادف ہے۔ خصوصاً اس وقت جب کہ نیابت پیغمبری اللہ رب العزت کی طرف سے اسے تفویض ہو چکی ہو۔

امامت تامہ کے معنی

امامتِ تامہ کو خلافتِ راشدہ، خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اور خلافت رحمت بھی کہتے ہیں۔

خلیفہ راشد کی تعریف

خلیفہ راشدہ وہ شخص ہے جو منصب امامت رکھتا ہو اور سیاست ایمانی کے معاملات اس سے ظاہر ہوں۔ جو اس منصب تک پہنچا وہی خلیفہ راشد ہے۔ خواہ وہ زمانہ سابق میں ظاہر ہوا خواہ موجودہ زمانہ میں ہو خواہ اوائل امت میں ہو خواہ اس کے آخر میں خواہ فاطمی نسل سے ہو خواہ ہاشمی نسل سے۔ خواہ نسل قصی سے ہو خواہ نسل قریش سے.....

خلافت راشدہ کے اوقات

پس جیسا کہ کبھی کبھی دریائے رحمت سے کوئی موج سر بلند ہوتی ہے۔ اور ائمہ ہدیٰ میں سے کسی امام کو ظاہر کرتی ہے۔ ایسا ہی اللہ کی نعمت کمال تک پہنچتی ہے۔ تو کسی کو تختِ خلافت پر جلوہ افروز کر دیتی ہے۔ اور وہی امام اس زمانہ کا خلیفہ راشدہ ہے۔ اور وہ جو حدیث میں وارد ہے کہ خلافتِ راشدہ کا زمانہ میرے بعد تیس سال تک ہے۔ اس کے بعد سلطنت ہوگی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ خلافتِ راشدہ متصل اور متواتر طریق پر تیس سال تک رہے گی۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قیامت تک خلافت راشدہ کا زمانہ وہی تیس سال ہے اور بس۔ بلکہ ایک دوسری حدیث خلافتِ راشدہ کے انقطاع کے بعد پھر عود کرنے پر دلالت کرتی ہے چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

تكون النبوة فيكم ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالىٰ ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالىٰ ثم تكون ملكاً عاضاً فتكون ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالىٰ ثم تكون ملكاً جبرية فتكون ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالىٰ ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ثم سكت۔

نبوت تم میں رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھا لے گا۔ اور بعدہ پھر نبوت کے طریق پر خلافت ہوگی جو اللہ کے منشاء تک رہے گی۔ پھر اسے بھی اللہ اٹھا لے گا۔ پھر بادشاہی ہوگی اور اسے بھی اللہ جب تک چاہے گا رکھے گا۔ پھر اسے بھی اٹھا لے گا۔ پھر سلطنت جابرانہ ہوگی جو منشاء باری تک رہے گی۔ پھر اسے بھی اللہ تعالیٰ اٹھا لے گا اور اس کے بعد پھر نبوت کے طریقہ پر خلافت ہوگی پھر آپ چپ ہو گئے۔

خلافت حضرت مہدی

اور یہ بھی امر ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت خلافتِ راشدہ کی افضل انواع میں سے ہوگی۔ یعنی وہ خلافتِ منتظم محفوظ ہوگی۔ کیونکہ اس کی تعریف میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

لم يبق من الدنيا الا يوم لطول الله ذالك اليوم حتى يبعث الله فيه رجلا من اهل بيتي اسمه اسمي واسم ابيه اسم ابي يملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلماً وجوراً۔

اگر دنیا میں کچھ باقی نہ رہے مگر ایک دن کہ لمبا کر دے اسے اللہ تعالیٰ یہاں تک کہ اٹھا دے اللہ تعالیٰ ایک آدمی میرے اہل بیت میں سے میرے ہمنام اور اس کے باپ کا نام بھی میرے باپ کے ہمنام ہوگا بھر جائے گی زمین خوبی اور انصاف سے۔ جیسا کہ بھری ہو ظلم اور جور سے۔

نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فيبايعونه

شام کے ابدال اور عراق کے بزرگ اس کے پاس آکر بیعت کریں گے۔

نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

يخرج رجل من وراء النهر يقال له الحارث حراث على مقدمته رجل يقال له منصور يمكن لآلِ محمد كما مكنت قريش لرسول الله وجب على كل مومن نصره

ایک آدمی ماوراء النہر کی طرف سے پیدا ہوگا۔ اسے حارث حراث کہا جائے گا۔ اس کے آگے ایک آدمی ہوگا جسے منصور کہیں گے۔ آل محمدؐ کو عزت دے گا۔ جیسا کہ قریش نے اللہ تعالیٰ کے رسول کو عزت دی۔ ہر مومن پر اس کی عزت واجب ہے۔

خلافتِ راشدہ کا مرتبہ نکتہ دوم

خلیفہ راشدہ سایہ رب العالمین۔ ہمسایہ انبیاء و مرسلین۔ سرمایہ ترقی دین۔ اور ہم پایہ ملائکہ مقربین ہے۔ دائرہ امکان کا مرکز تمام وجوہ سے باعث فخر اور ارباب عرفان کا افسر ہے۔ افراد انسانی کا سردار ہے اس کا دل تجلی رحمٰن کا عرش اور اس کا سینہ رحمت وافرہ اور اقبال جلالت یزداں کا پرتو ہے اس کی مقبولیت [illegible] ربانی کا عکس ہے۔ اس کا قہر تیغ قضا اور مہر عطیات کا منبع ہے اس سے اعراض اعراضِ تقدیر اور اس سے مخالفت رب قدیر ہے جو کمال اس کی خدمت گزاری میں صرف نہ ہو خیال ہے پر خلل اور جو علم اس کی تعظیم و تکریم میں مستعمل نہ ہو سراسر وہم باطل و محال ہے۔ جو صاحب کمال اس کے ساتھ اپنے کمال کا موازنہ کرے وہ مشارکت حق تعالیٰ پر ہے۔ اہل کمال کی علامت یہی ہے کہ اس کی خدمت میں مشغول اور اس کی عبادت میں مبذول رہیں۔ اس کی ہمسری کے دعوے سے دستبردار رہیں۔ اور ..... وارث رسول شمار کریں۔

نکتہ سوم

.... اگرچہ کوئی شخص معرفتِ الٰہی اور تہذیب نفس میں ہزار ہا جد و جہد اور سعی بلیغ کرے۔ لیکن اگر ایمان بالانبیاء نہ رکھتا ہو تو ہرگز نجات اخروی نہ پائے گا اور غضبِ جبار و طبقاتِ نار سے ہرگز خلاصی نہ پائے گا۔ اسی طرح اگرچہ عبادات اور طاعات دینیہ بجا لائے اور احکام اسلام میں پوری کوشش کرتا رہے۔ لیکن جب تک امام وقت کی اطاعت کے آگے گردن تسلیم خم نہ کرے اور اس کی اطاعت کا اقرار نہ کرے عبادت مذکورہ آخرت میں اس کے کام نہ آئے گی۔ اور ربِ قدیر کی دار و گیر سے خلاصی نہ ہو سکے گی۔

من لم يعرف امام زمانه فقد مات ميتة جاهلية

جس نے امام وقت کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا۔

(ص ۱۲۳)

اعلانِ نکاح

۵ اپریل ۱۹۷۹ء کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک ربوہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیزم رشید احمد صاحب ارشد ابن چوہدری فضل احمد صاحب مرحوم کا نکاح ہمراہ عزیزہ خالدہ نسرین صاحبہ بنت مکرم ماسٹر منصور احمد صاحب ظفر احمد نگر کا اعلان بعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر فرمایا۔

عزیزہ خالدہ نسرین مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب مبشر فاضل ڈیرہ غازیخاں کی نواسی اور مکرم مولوی ظفر محمد صاحب ظفر ریٹائرڈ پروفیسر جامعہ احمدیہ کی پوتی ہیں۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے بابرکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے آمین

بشارت احمد مبشر ایڈووکیٹ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک پہلو ○ آپؐ کا توکل

مکرم مولوی روشن دین احمد صاحب مربی سلسلہ۔ مقیم کوئٹہ

یہ طبعی امر ہے کہ انسانی جوہر مصائب اور ابتلاؤں میں نکھرتا ہے۔ جب تک یہ دور نہ آئے انسان کی آزمائش ہو ہی نہیں سکتی۔ چنانچہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہجرت کا واقعہ کتنا ہولناک اور ہوشربا تھا۔ اور سارا عرب خون کا پیاسا ہو گیا تھا۔ اس وقت آپ صرف حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو ساتھ لے کر مکہ سے نکلتے ہیں۔ راستہ مخالفین سے بھرا ہوا تھا اور قریش نے بڑا عظیم انعام اس کے لئے مقرر کیا ہوا تھا جو آپ کو زندہ پکڑ کر یا قتل کر کے لائے وہ انعام ہر فرد کے لئے سو سو اونٹ کا تھا عرب جیسے لوگ جن کا پیشہ ہی قتل و غارت تھی۔ یہ انعام سن کر ان کے مونہوں میں اس انعام کے حصول کے لئے پانی بھر آیا اور ہر ایک کوشش اور جدوجہد کرنے لگا کہ وہی اس انعام کا مستحق ہو جائے۔ باوجود ان خطرات کے آپ گھر سے نکل کر مع ابوبکر (رضی اللہ عنہ) غار ثور میں آتے ہیں۔

غار ثور کا واقعہ:

غار ثور میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے فدائی خادم کے پناہ لی۔ قریش نے ان کو گھر نہ پایا تو ان کے غضب کی آگ اور بھڑک اٹھی چنانچہ انھوں نے کچھ آدمی ادھر ادھر دوڑائے۔ اور کچھ کھوجیوں کو ساتھ لے کر ادھر ادھر بھاگے اور ان میں سے چند آدمی کھوجیوں کے ساتھ غار ثور کے منہ پر پہنچ گئے۔ اور اسی وقت کھوجی نے نشان دہی کرتے ہوئے کہا کہ محمد اس غار میں ہے۔ یا پھر آسمان پر چڑھ گیا ہے یہاں تک کہ آپ غار کے منہ سے ان کی باتیں سن رہے تھے اور ان کے پاؤں بھی دیکھ رہے تھے مگر کیا مجال کہ آپ ذرا گھبرائے ہوں یا چہرہ پر پریشانی کے آثار پیدا ہوئے ہوں مگر جب حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے ذرا گھبراہٹ کا اظہار کیا تو ان کو پوری تسلی کے ساتھ تسلی دی۔ سو یہ واقعہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی زبانی کتب میں ان الفاظ درج ہے:۔

"کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الغار فرفعت راسی فاذا انا باقدام القوم فقلت یا نبی اللہ لو ان بعضھم طاطا بصرہ رآنا قال اسکت یا ابوبکر اثنان اللہ ثالثھما" (بخاری)

ترجمہ: میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں تھا۔ میں نے سر اٹھا کر نظر کی تو میں نے تعاقب کرنے والوں کے پاؤں دیکھے اس پر میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ اگر کوئی نظر نیچی کرے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ تو آپؐ نے جواب ارشاد فرمایا۔ چپ اے ابوبکر! ہم دو ہیں۔ تیسرا خدا ہے پھر وہ کیونکر دیکھ سکتے ہیں۔ اللہ اللہ کیا توکل ہے!

سراقہ بن جعشم کا واقعہ:

تین رات دن کے بعد اپنی منزل مقصود کو مع اپنے ساتھی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوتے ہیں تو سراقہ بن جعشم اپنے گھوڑے پر سوار اپنی تیر و کمان سے لیس۔ انعام کے لالچ میں آپؐ کو دیکھ کر آپؐ کی طرف اپنا گھوڑا دوڑاتا ہے۔ بظاہر آپؐ کے خون سے ہاتھ رنگ کر اپنے سوختہ دل کو تسکین دینا چاہتا ہے۔ مگر حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) بار بار مڑ کر دیکھتے ہیں مگر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرا بھی احساس نہ تھا اور آپ نے ایک دفعہ بھی مڑ کر نہ دیکھا۔ اس واقعہ کو ہمیشہ سراقہ بن جعشم بایں کلمات سنایا کرتے تھے۔ کیونکہ اس واقعہ کا گہرا اثر اس پر تھا۔

"سمعت قراءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو لا یلتفت وابوبکر یکثر الالتفات" (بخاری باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: یعنی میں گھوڑا دوڑاتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر قریب ہو گیا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن پڑھنے کی آواز سن رہا تھا۔ مگر آپؐ نے ادھر ادھر نہ دیکھا ہاں مگر حضرت ابوبکرؓ بار بار ادھر ادھر دیکھتے جاتے تھے۔

اور آخر کار سراقہ جو انعام کے لالچ میں آیا تھا وہ معافی مانگ کر واپس جاتا ہے بلکہ اس نے اور تعاقب کرنے والوں کو بھی واپس لوٹا دیا۔

سو اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کا توکل کتنا پرعظمت تھا۔

صدقہ سے محرومی:

ہر مسلمان پر صدقہ و زکوٰۃ دینا لازمی ہے اگر کسی کے پاس چالیس یا چالیس سے زائد روپے ہوں تو اس میں سے چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ دے جو غریبوں اور محتاجوں پر خرچ ہوتا ہے اور مساکین بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور جو زکوٰۃ وصول کرنے والے ہیں ان کی تنخواہیں بھی زکوٰۃ میں سے ادا کی جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں اس سے مسافروں کی امداد بھی کی جاتی ہے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور آپ کی وفات کے بعد بھی زکوٰۃ باقاعدہ وصول کی جاتی رہی ہے اور اس سے ایک کثیر رقم جمع ہو جاتی تھی تو حضرت رسول اکرمؐ اپنی اولاد کے لئے بھاری رقم مقرر کر سکتے تھے جس کی وجہ سے سادات خاندان غربت سے بچ جاتے اور افلاس کی تنگی سے نجات پا جاتے تو اس پر اعتراض نہ ہو سکتا تھا۔ مگر آپ نے صدقہ و زکوٰۃ میں سے کوئی حصہ مقرر نہ فرمایا بلکہ صدقہ و زکوٰۃ کی اشیاء ان کے لئے ناجائز قرار دیں۔ چنانچہ آپؐ کا ارشاد بدیں الفاظ احادیث میں موجود ہے:۔

"حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤتی بالتمر عند صرام النخل فیجیئ ھذا بتمرہ وھذا من تمرہ حتی یصیر عندہ کوما من تمر فجعل الحسن و الحسین رضی اللہ عنھما یلعبان بذلک التمر۔ فاخذ احدھما تمرۃ فجعلھا فی فیہ فنظر الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخرجھا من فیہ۔ فقال الا علمت ان آل محمد لا یاکلون صدقۃ"

ترجمہ:۔ کھجوریں کٹنے کے وقت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لائی جاتی تھیں ہر ایک اپنی اپنی کھجوریں لایا کرتا تھا اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھ دیتا تھا یہاں تک کہ آپؐ کے پاس ایک ڈھیر جمع ہو جاتا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت حسنؓ اور حسینؓ رضی اللہ عنہما ان کھجوروں سے کھیلنے لگے۔ اور ان میں سے ایک نے کھجور لی اور اپنے منہ میں ڈال لی۔ پس اس کی طرف حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور فرمایا کہ تجھے علم نہیں کہ آل محمد صدقہ نہیں کھایا کرتے؟

پس اتنی توکل کی بنا پر بچہ کو بتانے کے لئے اس کے منہ سے کھجور نکلوا دی کیونکہ آپؐ چاہتے تھے کہ بچوں کی بچپن ہی میں صحیح تربیت کریں اور بتا دیں کہ صدقہ و زکوٰۃ کے اموال کی طرف توجہ نہ کریں اور اپنے خدا پر بھروسہ کریں اور توکل رکھیں۔

آنحضرتؐ کی جائیداد

بے شک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولاد کو صدقہ و زکوٰۃ سے بالکل محروم کر دیا۔ اپنی جائیداد کے لئے بنائی جو کہ وفات کے بعد بیویوں کے اخراجات کے لئے کافی ہو اور نہ ہی دوسرے رشتہ داروں کے لئے کوئی ایسا انتظام کیا جو ان کے گزارے کے لئے اکتفا کرے اور جس وقت آپؐ کی وفات

پہنچے۔ آپ کی جائیداد نہ ہونے کے برابر تھی ایک حدیث درج ذیل ہے:-

عمرو بن حارث (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ:-

"ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند موته درهماً ولا دیناراً ولا عبداً ولا امةً ولا شیئاً الا بغلته البیضاء و سلاحه و ارضاً جعلها صدقة"

(بخاری جلد اول کتاب الوصایا)

ترجمہ:- حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت کچھ نہیں چھوڑا، نہ کوئی درہم، نہ دینار، نہ غلام، نہ لونڈی اور نہ کچھ اور چیز سوائے اپنی سفید خچر کے اور اپنے ہتھیاروں کے اور زمین کے جسے آپؐ صدقہ میں دے چکے تھے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپؐ کے پاس مال نہ آیا تھا۔ لہٰذا آپؐ کچھ نہ کر سکتے تھے بلکہ آپؐ بادشاہ تھے۔ بلکہ صحابہ کرامؓ کو جو عشق آپؐ سے تھا اس کی بناء پر عمدہ عمدہ چیزیں لا کر آپ کے دربار میں پیش کرتے رہتے تھے۔ اگر آپؐ چاہتے تو بڑی سے بڑی جائیداد پیدا کر سکتے تھے۔ مگر آپؐ کے وسیع دل میں جو خدا تعالیٰ کی ہیبت اور اس کے جلال کا جلوہ گاہ تھا اور یقین اور معرفت کا خزانہ تھا۔ یہ دنیاوی خیال اس میں سما بھی نہ سکتا تھا اور نہ ہی سمایا بلکہ جو کچھ بھی آیا اس کو غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دیا اور اپنے گھر میں کچھ بھی نہ رکھا اور نہ ہی خدانخواستہ یہ بات تھی کہ آپؐ اپنے رشتہ داروں سے غصہ یا ناراض تھے۔ اصل بات یہ تھی کہ آپؐ کی نگاہ خدا تعالیٰ کے وسیع خزانوں پر تھی جس کی موجودگی میں ذرہ بھر بھی دنیاوی سامانوں کی طرف آپ کی نگاہ نہ اٹھتی کیونکہ آپؐ توکل کے اعلیٰ مقام پر کھڑے تھے جس کی وجہ سے دنیاوی اسباب کے خلاف آپ کی توجہ آسمانی اسباب پر لگی ہوئی تھی۔

بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توکل کے ثبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا پیش کرتا ہوں جو ہر گھبراہٹ اور دکھ اور مصیبت کے وقت پڑھا کرتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جائز ذرائع بھی استعمال فرمایا کرتے تھے کیونکہ یہ ذرائع اور وسائل بھی اسی کی مخلوق ہیں مگر ان اسباب پر بھروسہ نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ اصل توکل خداوند تعالیٰ پر ہی کرتے تھے اور اسی کے فضل کے امیدوار ہوا کرتے تھے۔

چنانچہ اسی دعا کے الفاظ اس کے شاہد ناطق ہیں اور وہ درج ذیل ہیں:-

"حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ہر گھبراہٹ کے وقت یہ فرماتے:-

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ"

(بخاری کتاب الدعوات)

یعنی کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے۔ وہ رب ہے بڑے تخت حکومت کا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمانوں کا رب ہے اور وہ زمین کا رب ہے وہ بزرگ تخت کا رب ہے (یعنی ہر اک توکل اور بھروسہ اسی پر ہے)

سو اس دعا سے ایک اور ایک دو کی طرح معلوم ہو گیا کہ آپؐ کا ملجا و ماویٰ اور آپ کی جائے پناہ اور آپ کا کامل توکل اسی ایک ذات پر تھا جو حی و قیوم اور زمین و آسمان کی خالق و مالک ہے۔

سو اس موضوع کے ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عربی اشعار میں فرمایا:-

"وانت الٰہی مامنی و معاذتی
ومالی سواک معاون یدفع العدا
علیک توکلنا وانت ملاذنا
وقد مسّنا ضر وجئناک الندا"

ترجمہ:- اے اللہ تو ہی میری پناہ اور مراد ہے میرا آن

تیرے سوا کوئی مددگار نہیں
جو دشمنوں کو دفع کرے۔ تجھ
پر ہی ہمارا آسرا ہے اور تو

ہی ہمارا پناہ ہے۔ ہم کو دکھ
پہنچا اور ہم انعام کے لئے
حاضر ہوئے ہیں۔

تیزی سے آگے بڑھنے کا زمانہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقف جدید کے بارے میں احباب جماعت سے فرمایا:-

"آپ اکثر میری زبان سے سن چکے ہیں۔ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے کا زمانہ آہستہ آہستہ پیچھے رہ گیا ہے اور تیزی سے آگے بڑھنے کا زمانہ شروع ہو گیا ہے"

وقف جدید کے سال رواں کا چوتھا مہینہ شروع ہو گیا ہے۔ جن جماعتوں نے ابھی تک وعدہ جات چندہ وقف جدید نہیں بھجوائے ہیں وہ براہ مہربانی اس اہم امر کی طرف توجہ فرمائیں اور جلد از جلد وعدہ جات کے فارم مکمل کر کے دفتر ہذا کو بھجوا دیں نیز سلسلہ کے دیگر چندوں کے ساتھ ساتھ چندہ وقف جدید کی وصولی کی رفتار بھی تیز فرماویں۔

سیکرٹری صاحبان مال سے درخواست ہے کہ براہ مہربانی چندہ وقف جدید کی جمع شدہ رقوم بلا تاخیر خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

(ناظم مال وقف جدید ربوہ)

قرأت سکھانے کا انتظام

تعلیم القرآن کلاس جو کہ موسم گرما کی تعطیلات میں لگائی جاتی ہیں۔ کی طالبات کو شام کے وقت ایک گھنٹہ کے لئے قرأت سکھانے کا انتظام کیا جائے گا۔ تمام مجالس ان طالبات کے نام بھجوائیں جو اس موقعہ پر قرأت سیکھنا چاہیں۔ یہ نام زیادہ تعداد میں نہ ہوں۔ ایک شہر سے صرف ایک بچی ان طالبات میں سے جو تعلیم القرآن کلاس میں آئیں گی۔ منتخب کرنی چاہیئے۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ)

دعائے مغفرت

میری والدہ محترمہ مہر بی بی صاحبہ اہلیہ محترم حاجی محمد عبد اللہ صاحب مرحوم ۲۱ مارچ کو بوقت ظہر تقریباً ۹۰ سال کی عمر میں وفات پا گئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

مرحومہ بڑی نیک اور پابند صوم صلوٰۃ اور خوش اخلاق خاتون تھیں۔

اگلے روز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

(بشریٰ حکمت ۴/۱۸ دارالصدر شرقی ربوہ)

یہ گھڑی کس کی ہے؟

جمعہ کے دن شام کو قصر خلافت کے اس گیٹ کے بالمقابل قریب جو سیّد داؤد احمد صاحب کے گھر کے مقابل پر ہے ایک ہاتھ کی گھڑی سڑک پر گری ہوئی ملی ہے جس صاحب یا صاحبہ کی ہو وہ نشانی بتا کر لے لیں۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

قائدین کرام مارچ کی رپورٹ کارگزاری ۱۵ اپریل تک مرکز میں پہنچا کر ممنون فرمائیں

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

والد محترم چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی کی یاد میں

(مکرم شاہد احمد صاحب اسلام آباد)

ہر چند کہ میرے دو چھوٹے بہن بھائی کے مضمون حضرت والد صاحب محترم چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی کی یاد میں چھپ چکے ہیں مگر میں بعض اور پہلوؤں سے ان کا ذکر خیر کرنا چاہتا ہوں۔

وہ نیکی و تقویٰ، رشد و حلم، سنجیدگی و وقار، عزم و ہمت، ایثار و خلوص، شرافت و نجابت اور صبر و رضا کا ایک ایسا پیکر تھے کہ ساری زندگی ایک مقصدِ وحید کو سامنے رکھتے ہوئے گزاری۔ دل و دماغ میں ہر وقت ایک ہی چیز موجزن رہتی تھی یعنی اسلام اور احمدیت کی ترقی کی خواہش۔ اپنی ہوش کی زندگی کا آغاز قادیان کی مقدس بستی میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے کیا اور عہد بیعت کو ایسے طور پر نبھایا کہ ساری عمر خدمت دین میں گزار کر اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔ صغر سنی میں ہی والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا۔ بڑے بھائی کے مشورہ پر حصولِ تعلیم کے لئے قادیان پہنچ گئے۔ اور وہاں پر تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں ساتویں جماعت میں داخل ہو گئے۔

سنہ ۱۹۱۱ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا سنہ ۱۹۱۳ء سے تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں ملازمت شروع کی اور ۳۳ سال کی سروس کے بعد ۱۹۴۶ء سنہ میں ریٹائر ہوئے۔ اس طویل دور میں بڑی محنت اور تندہی سے اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ کھیلوں میں خصوصی دلچسپی تھی۔ اس دوران اسکول کی گیمز کے انچارج بھی رہے۔ یادداشت بہت عمدہ تھی۔ طلبہ بالخصوص کھلاڑیوں کی اکثریت کو ذاتی طور پر جانتے تھے۔ سنہ ۱۹۵۶ء میں "تعلیم الاسلام ہائی اسکول اور اس کی کھیلیں" کے نام سے کتاب طبع کروائی۔ مذکورہ بالا کتاب کے بارہ میں سابق ہیڈ ماسٹر حضرت مولوی محمد دین صاحب مدظلہ، تحریر فرماتے ہیں۔

"ایک مختصر مگر دلچسپ تاریخ جس میں غیر معمولی یادداشت نے تمام اُن مشہور و معروف کھلاڑیوں کا تذکرہ پیش کر دیا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کو تاریخی شکل میں محفوظ کر لیا جاوے کیونکہ اس سے بہتر تاریخ ذہن میں نہیں آ سکتی۔

ماسٹر علی محمد صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے ان تمام واقعات کو ان تمام تفاصیل کے ساتھ اپنے ذہن میں محفوظ رکھا۔ راقم سطور خود بھی ان تمام واقعات کا مشاہدہ کرنے والا ہے اس کے دسویں حصے کو بھی اپنے ذہن میں موجود نہیں پاتا" ص ۲

اپنے شاگردوں سے بہت نرمی، محبت اور پیار سے پیش آتے تھے۔ ان کی فلاح و بہبود اور ترقی کا خاص خیال رکھتے تھے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بھی پڑھانے کا شرف حاصل تھا۔

سنہ ۱۹۲۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پرائیویٹ سیکرٹری ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ اسکول سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دیگر شعبہ جات میں بھی کام کرنے کا موقع ملا۔ نائب ناظر امور عامہ، نائب ناظر تالیف و تصنیف بھی رہے۔ تاریخ کے مضمون سے خاص دلچسپی تھی۔ کافی عرصے تک جامعہ نصرت میں آپ ہسٹری پڑھاتے رہے۔ رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" سے غیر معمولی تعلق اور پیار تھا۔ سنہ ۱۹۵۱ء سے سنہ ۱۹۷۴ء تک ریویو میں والہانہ طور پر کام کیا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش کو کہ "اس رسالے کی اشاعت کم از کم دس ہزار ہو" کے تعلق میں بطور مینجر بھی جد و جہد فرماتے رہے۔ انگریزی اور ترجمہ نویسی میں بھی مہارت حاصل تھی۔ اردو سے انگریزی یا انگریزی سے اردو میں ایسا رواں سلیس اور با محاورہ ترجمہ فرماتے تھے کہ حیرانی ہوتی تھی۔ دوران پڑھائی ہم بہن بھائیوں کو ڈکشنری دیکھنے کی کم ہی ضرورت پڑتی تھی۔ جس لفظ کے معنے یا تلفظ پوچھنا ہوتے زیادہ تر زبانی ہی بتلا دیتے۔ ریویو آف ریلیجنز میں سینکڑوں مضامین شائع ہوئے جو اسلام اور احمدیت کی حقانیت پر مشتمل ہوتے تھے۔ محترم مولانا عبد المالک خان صاحب نے تدفین کے موقع پر فرمایا کہ "ان کے بچوں نے تو شاید ان کے تمام مضامین نہ پڑھے ہوں مگر ہمیں اسلام کے بارہ میں جس عنوان کے لحاظ سے بھی مضمون کی ضرورت ہوتی ان کے ہاتھ کا لکھا ریویو سے مل جاتا۔"

ریویو آف ریلیجنز میں ہی آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و سوانح اور آپ کے بعض صحابہ کرام کے مختصر حالات لکھنے کا سلسلہ شروع کیا جو کئی سال تک چلتا رہا اور احباب جماعت بالخصوص غیر ممالک میں بہت پسند کیا گیا۔ اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے اور بعض غیر ملکی احمدی احباب کی خواہش پر آپ نے پھر اس کو کتابی صورت میں مکمل کر کے شائع کیا۔ سنہ ۱۹۷۷ء کے جلسہ سالانہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی آپ کی کتاب کا تذکرہ فرمایا۔ صحت کے لحاظ سے بہت کمزور تھے کتاب کی طباعت کا کام بھی بڑا مشکل نظر آتا تھا۔ مگر سب کام بہ تائید ایزدی خود ہی سرانجام پا گئے اور کتاب بر وقت شائع ہو گئی۔ انگلستان اور امریکہ میں خصوصیت سے یہ کتاب مقبول ہوئی۔

دفتر میں یا گھر میں جب علمی کام میں مصروف ہوتے تو پھر گرد و پیش کی کوئی خبر نہ ہوتی بالعموم رات گئے تک پڑھنے لکھنے میں مصروف رہتے اسی طرح فجر کی نماز کے بعد سے بھی یہ سلسلہ شروع ہو جاتا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے تمام افراد کے ساتھ بہت محبت اور عقیدت تھی۔ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تو خاص تعلق تھا اسی طرح حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی بہت پیار تھا۔ افراد خاندان بھی بوجہ استاد اور سلسلہ کے خادم ہونے کے بہت عزت کا سلوک کرتے تھے۔

قرآن کریم سے عشق اور محبت انتہاء درجہ کی تھی۔ بڑی کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت فرماتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا یہ عالم تھا کہ حضور پاکؐ کا ذکر سنتے یا کرتے ہوئے آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی کمال درجہ کی محبت اور عقیدت تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا بھی بہت ذکر فرماتے۔ قادیان سے جدائی اور دوری کا بہت غم تھا۔ تقسیم ہند کے بعد صرف ایک دفعہ قادیان جانے کا موقع ملا۔ شاعر بھی تھے۔ نظموں میں دین کا رنگ ہوتا تھا۔ شروع میں "صابر" تخلص رکھتے تھے مگر بعد میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پر اپنا تخلص بدل لیا اور "سرور" رکھ لیا۔ بھائی جان اختر صاحب مرحوم کی شاعری پر اس لحاظ سے بہت خوش تھے کہ "عبد السلام دینی نظمیں لکھتا ہے۔"

گرمیوں کے موسم میں اکثر کچھ ایام کے لئے میرے پاس اسلام آباد تشریف لاتے رہے۔ ہر چند کہ ہم ان کو آرام کرنے کی غرض سے بلاتے مگر یہاں آ کر بھی وہ آرام نہیں فرماتے تھے بلکہ وقف عارضی کے تحت اپنے وقت کو سلسلہ کی خدمت میں گزارتے۔ اسی طرح ایک دفعہ کیمبلپور گئے تو وہاں بھی وقف عارضی کے تحت گئے۔ فرمایا کرتے تھے کہ "میں مسلسل کام سے تھکتا نہیں بلکہ اگر کام نہ کروں اور بیکاری کی زندگی گزارنی پڑے تو بہت مشکل ہے" یہی وجہ ہے کہ عمر کے آخری حصے تک تالیف و تصنیف میں مصروف رہے۔

احمدیت پر ایمان اور یقین انتہا درجہ کا تھا۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ غیر معمولی تعلق تھا اپنی سب اولاد کو خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ کا آخری شعر بھی انہی معنوں میں ہے :-

سرورِ اندوہگیں کی اے خدا سن لے پکار
میری سب اولاد کو ملتا رہے تیرا پیار

اور ظاہر ہے کہ یہ پیار ہمیں احمدیت اور خلافت کی برکت سے ہی مل سکتا ہے۔

آخر عمر میں دو عظیم صدمے سہنے پڑے یعنی اپنے فرزند اکبر بھائی عبد السلام اختر صاحب مرحوم اور اپنی جواں سال بہو یعنی میری اہلیہ خالدہ امینہ مرحومہ کی وفات کا۔ مگر صبر کا بہت عمدہ نمونہ دکھلایا۔ میرے صدمہ میں میری ڈھارس بندھاتے رہے۔ اس امر کی بہت تکلیف تھی کہ کس طرح اس کا (یعنی خاکسار کا) اور اس کے دو معصوم بچوں کا گزارہ ہوگا۔ بہت دعائیں فرماتے تھے۔ شدت سے اس امر کے خواہاں تھے جلد اس کا گھر دوبارہ بس جائے خدا تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور اپنے ہاتھوں بفضلہ تعالیٰ میرا اجڑا گھر بسا گئے۔ اس امر سے بہت مطمئن اور خوش تھے کہ نئی آنے والی نے بہت محبت اور شفقت سے بچوں کو سنبھال لیا ہے۔ اور بچے بھی مطمئن اور خوش ہیں۔ افسوس کہ میرا گھر تو بسا گئے مگر جلدی ہمیں داغِ مفارقت دے گئے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ پیارے اباجیؓ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی روح پر بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور ہمیں ان کی نیکیوں کا وارث بناتے ہوئے ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

ایسی مجالس جنہوں نے ابھی تک سال ۷۸-۷۹ء کی عاملہ تشکیل نہیں کی فوری طور پر عاملہ بنا کر مرکز سے منظوری حاصل کر لیں (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ضروری اعلان برائے موصیان کرام

موصیان کرام جو ایسی جائیداد کی تشخیص کروا کے بذریعہ اقساط ادائیگی کر رہے ہیں ان کے لئے حسب قواعد ضروری ہے کہ بعد میں اگر کوئی نئی جائیداد پیدا کریں تو اس کی بھی دفتر کو اطلاع دیں اور اس جائیداد کا بھی تشخیص کروا کے حصہ وصیت ادا کریں۔

اگر کوئی موصی اپنے مکان میں کوئی اضافہ کریں تو ان کا بھی فرض ہے کہ وہ دفتر کو اطلاع دیں ورنہ بعد میں یہ امر کسی الجھن کا باعث بن سکتا ہے۔ اگر یہ اضافہ موصی کے کسی بیٹے یا رشتہ دار کے روپے سے ہوا ہو تو اس صورت میں تمام کوائف کے ساتھ دفتر کو مطلع کرنا ضروری ہے وگرنہ بعد میں کوئی الجھن پیدا ہو سکتی ہے اور اس کی ذمہ داری سراسر ایسی اطلاع نہ دینے والے موصیوں پر ہی ہوگی۔

ویسے حسب قواعد وصیت ہر پانچ سال کے بعد موصیان کرام کے لئے ضروری ہے کہ اپنی جائیداد میں کمی وبیشی کی دفتر کو اطلاع دیں اور تمام موصیان کرام کی یہ شان ہے کہ وہ نظام جماعت کے تمام احکام و قواعد کی پوری پوری پابندی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو اور ہم سب کا نیک انجام کرے۔ آمین

(ناظم تشخیص جائیداد موصیان ربوہ)

قدیمی ~~~ اوّلین ~~~ شہرۂ آفاق

دواخانہ حکیم نظام جان

ہر قسم کے مفت مشورہ کے لئے دواخانہ حکیم نظام جان چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ کی خدمات حاصل کریں۔

منیجر حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان

پاکستان کے مانچسٹر فیصل آباد میں

ہر قسم کی جائیداد (کوٹھی۔ مکان۔ دکان۔ پلاٹ وغیرہ) کی خرید و فروخت کے لئے ہماری خدمات حاصل کیجئے۔

فیصل آباد اسٹیٹ ایجنسی

سمن آباد (بالمقابل حبیب بنک لمیٹڈ)
فیصل آباد

فون نمبر:۔ دفتر ۲۵۶۲۳ دفتری اوقات میں
گھر ۲۸۳۶۲ دفتری اوقات کے علاوہ

مشیر قانونی۔ محمود احمد قمر ایڈووکیٹ

رحمتِ الٰہی کی چمکار

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

امیدیں رواں گرداں امید تو رواں گردد
زصد نومیدی و یاس والم رحمت شود پیدا

ترجمہ:۔ تُو دین کی توقعات کو پورا کر تیری اُمیدیں بھی بر آئیں گی۔ سینکڑوں ناامیدیوں، مایوسیوں اور مصائب کے بادلوں میں خدا کی رحمت چمکنے لگے گی۔

دُنیا سخت ابتلاؤں کا مقام ہے قدم قدم پر انسان یاس و الم کا شکار ہونے لگتا ہے حضور اقدس فرماتے ہیں کہ اگر کوئی چاہتا ہے کہ یاس و الم کی تاریکیوں سے اس کے لئے ہر قدم پر رحمتِ الٰہی کے سامان پیدا ہوں اور اس کی تمام امیدیں بر آئیں تو اسے چاہئیے کہ وہ بھی دینی ضروریات کو کما حقہٗ پورا کرے اور دین کی راہ میں اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق عظیم مالی جہاد میں مثالی قربانی کا مظاہرہ کرے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس سلسلہ میں اعلیٰ توفیقات سے نوازے۔ مالی جہاد سے متعلق عہدیداران پر بھی چونکہ اِس ضمن میں عظیم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں بھی ان سے احسن رنگ میں عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درخواستِ دعا

خاکسار عرصہ سے معدہ کے السر کا مریض ہے اب ڈاکٹروں نے مشورہ دیا ہے کہ اس کا علاج بذریعہ اپریشن ہی ممکن ہے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے شفا عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار صوبیدار ریٹائرڈ
سمیع اللہ خان ابن مکرم
عبداللہ افغان رضی اللہ عنہ

حضرت حکیم نظام جانؒ
کا

مشہور دواخانہ

○

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ

چوک گھنٹہ گھر ○ گوجرانوالہ
فون نمبر ۷۴۸۴۴
ربوہ ○ بالمقابل ایوانِ محمود فون ۶۳۸

نگران

حکیم عبدالحمید ابن حکیم نظام جانؒ

رجسٹرڈ درجہ اوّل

ربوہ میں بجلی کے سامان اور پائیدار پنکھوں کی

قابلِ اعتماد دکان

بجلی کا سامان نیز خوشنما مضبوط اور پائیدار پنکھے مناسب قیمتوں پر خریدنے کیلئے ہماری دکان پر تشریف لائیے۔

آرڈر پر بجلی کا ہر قسم کا سامان مہیا کرنے کا بھی انتظام ہے۔

مجوکہ الیکٹرک سٹور

رحمت بازار۔ ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

قائدینِ اضلاع جملہ مجالس کی سالانہ تربیتی کلاس از ۲۷ اپریل تا ۱۱ مئی ۱۹۷۹ء کیلئے خصوصی کوشش فرمائیں

مہتمم تربیت
خدام الاحمدیہ مرکزیہ